اِسلامی نِظَّامِ تعلیم: ایک تعَارُف اورخاکہ

موجودہ تعلیمی خامیوں کا جائزہ اور ایک جامع اسلامی نظام کی تجاویز

تعلیمی اصلاحات سے قبل خامیوں کا ادراک

تعلیمی نظام کے بنیادی نقائص کا ادراک ناگزیر ہے۔
ان کے بغیر کسی اصلاح کی شکل کا فیصلہ ناممکن ہے۔

ہمارا موجودہ بحران دین اور دنیا کی تفریق پر مبنی ہے۔
ہماری قومی ضروریات دو مختلف نظاموں میں بٹ گئی ہیں:

جدید کالج اور یونیورسٹیاں — یہ صرف دنیوی نظامِ زندگی کو چلانے کے لیے کارکن تیار کرتے ہیں۔

پرانے طرز کے مدارس — یہ صرف ہماری مذہبی ضروریات پوری کرنے کے لیے علماء تیار کرتے ہیں۔

ان دونوں متوازی نظاموں کی جگہ ایک ہی ایسا نظامِ تعلیم درکار ہے
جو بیک وقت ساری قومی ضروریات پوری کر سکے۔

بنیادی خامیوں کے ادراک کے بغیر کوئی بھی تعلیمی اصلاح ممکن نہیں ہے۔

قدیم نظامِ تعلیم کا تاریخی پس منظر

اصل حقیقت: یہ محض مذہبی تعلیم کا نظام نہیں تھا، بلکہ قدیم زمانے کی سول سروس تھا جو مسلمان حکومتوں کی ضروریات کے لیے تجویز کیا گیا تھا۔

افادیت کا خاتمہ: انگریزی حکومت کے تسلط کے ساتھ ہی اس کی عملی افادیت ختم ہو گئی کیونکہ نئی مملکت میں ان کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔

مصلحت کے تحت بقاء: قوم کے بڑے عناصر نے صدیوں کی تہذیبی میراث اور مذہبی ضروریات بچانے کے لیے اس جامد نظام کو جوں کا توں برقرار رکھا تاکہ قومی وجود ختم نہ ہو۔

موجودہ حالت: حالات بدلتے گئے، افادیت گھٹتی گئی۔ اب اس نظام کے فارغ التحصیل افراد وقت کے جدید مسائل کو سمجھنے کے قابل نہیں رہے۔

قدیم نظامِ تعلیم دراصل پرانے دور کی سول سروس تھا جسے بدلتے وقت کے ساتھ اپ ڈیٹ نہیں کیا گیا۔

مذہبی تعلیم میں قرآن وسنت کے بجائے فقہ پر غیر معمولی زور

موجودہ مدارس میں دینی تعلیم کم ہے، اور یہ علمائے دین تیار کرنے کے لیے بنایا ہی نہیں گیا تھا۔
یہ دوسوسال پرانی سول سروس کی تعلیم ہے جس کا زور اس وقت کے ملکی قانون (اسلامی فقہ) پر تھا۔

نظر انداز اساسی تعلیمات

قرآن وحدیث کی اساسی تعلیمات پر زور نہیں۔

غیر معمولی زور

فلسفہ، منطق، ادب، اور صرف ونحو پر بے پناہ زور۔

- نصاب میں پورا قرآن شامل ہی نہیں، محض ایک یا دو سورتیں باقاعدہ پڑھائی جاتی ہیں، باقی صرف ترجمے کی حد تک۔
- مفسر بنانے کے لیے تحقیقی مطالعۂ قرآن نصاب میں شامل نہیں۔
- نہ ہی درسِ حدیث اس طرح دیا جاتا ہے کہ کوئی ماہر محدث بن سکے۔ براہِ راست قرآن وسنت سے رہنمائی لینے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی۔

قدیم نظامِ تعلیم میں قرآن وسنت کی اساسی تعلیمات سے زیادہ فلسفہ ومنطق اور فروعی فقہ کو اہمیت دی گئی۔

اجتہادی صلاحیتوں کا فقدان اور فقہی اختلافات

غیر متوازن تدریس: فقہی و اعتقادی جھگڑوں والی احادیث پر کئی دن صرف ہوتے ہیں۔ جبکہ اسلام کے معاشی، سیاسی، اخلاقی، عدالتی اور بین الاقوامی قوانین بیان کرنے والی احادیث سے سرسری گزر جاتے ہیں۔

گہرائی کا فقدان: فقہ کی تاریخ، تدریجی ارتقاء، مختلف اسکولوں کی خصوصیات اور ائمہ کے طریقِ استنباط کا درس شامل نہیں۔ طالب علم کو تفقہِ فیہ اور اصولِ فقہ کی گہرائی نہیں دی جاتی۔

ہولناک نتیجہ: اجتہادی صلاحیتیں پیدا کرنا مقصود ہی نہیں رہا، جس سے یہ نظام اجتماعی مسائل ؒ حل کرنے سے قاصر ہے۔ دین کی نو سر ء دین کی دولت اب فروعی جھگڑوں کی شکل اختیار کر گئی ہے۔

اجتہادی صلاحیتوں کی عدم موجودگی نے قوم کو فروعی اور فقہی اختلافات میں الجھا دیا ہے۔

جدید نظامِ تعلیم اور انگریزی استعمار کے مقاصد

بنیادی سوال: دنیا کے کسی بھی تعلیمی نظام کا پہلا سوال ہوتا ہے: آپ کس قسم کے آدمی تیار کرنا چاہتے ہیں؟

استعماری مقصد: انگریز کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ مسلمانوں کے لیے ایسے کارکن تیار کرے جو ان کی تہذیب کو زندہ رکھیں اور ترقی دیں۔ ان کے پیشِ نظر صرف اپنا ملکِ انگلستان تھا۔

مطلوبہ پیداوار: وہ اپنی حکومت چلانے کے لیے محض آلہ کار تیار کرنا چاہتے تھے۔ ایسے افراد جو ان کی زبان سمجھیں، ان کے اصول جانیں، اور مشین کے پرزوں کی طرح کام کریں۔

یہ نظام کسی آزاد قومی حکومت چلانے کے لیے موزوں نہیں کیونکہ اس کی بنیاد انسانوں کو ایک مخصوص استعماری سانچے میں ڈھالنے پر رکھی گئی ہے۔

جدید تعلیمی نظام کی بنیاد قوم کو آزاد اور باوقار بنانے کے بجائے استعمار کے لیے آلہ کار تیار کرنا تھا۔

جدید علوم میں خدا فراموشی اور لادینیت کا نصاب

ماخذ: انگریز نے تاریخ، سائنس اور عمرانیات کی بنیاد خدا کے منکروں اور دنیوی زندگی میں خدا سے بے نیاز لوگوں کے ہاتھوں مرتب کروائی۔

لادینیت کا فلٹر

جدید نظام نے انہی علوم کو اسی مخصوص لادینی طرز پر پڑھانا شروع کیا۔

پیداوار: ایک شخص انتہائی تعلیم تک جتنی معلومات حاصل کرتا ہے، وہ وہ خدا پرستی کے نقطہ نظر سے خالی ہوتی ہیں۔ درسی کتابوں میں خالق کا ذکر نہیں ہوتا۔

ہولناک حقیقت: تاریخ، فلسفہ، اور سائنس ایسے پڑھائے جاتے ہیں گویا کائنات کا کوئی خالق نہیں، بنیادی نظریہ یہ بن جاتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کے اصول خود بنانے کا حق رکھتا ہے، جو اسے ذہنی طور پر دہریہ بنا دیتا ہے۔

مغربی علوم کا لادینی نقطہ نظر طالب علم کو خدا پرستی کے بجائے مادہ پرستی اور دہریت کی طرف لے جاتا ہے۔

جدید نظام کا ہولناک نتیجہ: اخلاقی زوال اور خود غرضی

خدا پرستی اور اسلامی اخلاق سے خالی تعلیم کا غضبناک نتیجہ اخلاقی زوال ہے۔ نوجوانوں میں وہ بنیادی انسانی اخلاقیات پیدا نہیں ہو رہیں جن کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

ھلو ونی T-Chart	
مغربی خوبیوں سے محرومی	مغربی عیوب اور اخلاقی گراوٹ
مستعدی، جفاکشی، ضبطِ اوقات، صبر و ثبات، فرض شناسی، اور ضبطِ نفس ناپید ہے۔ اپنی ذات سے بالا کسی چیز کی وفاداری نہیں۔	رشوت خور، خویش پرور، بلیک مارکیٹنگ معمولی ذاتی مفاد کے لیے پوری قوم کی فلاح کو قربان کر دینے والی نسل تیار ہوئی۔

انگریزوں کو صرف اپنی مشینزی چلانے کے لیے بیوروکریٹس چاہیے تھے، انہیں ہماری اخلاقیات سے کوئی غرض نہ تھی۔ مگر آزاد ملک کے لیے یہ زوال تباہ کن ہے۔

خدا پرستی سے محروم تعلیم نے نوجوانوں کو ذاتی مفادات کا اسیر اور قومی اخلاقیات سے کورا کر دیا ہے۔

ایک انقلابی قدم کی ناگزیر ضرورت

ردِ جزوی اصلاحات: موجودہ نظامِ تعلیم کی اصلاح معمولی تبدیلیوں سے ممکن نہیں۔ ایک جرات مندانہ اور انقلابی قدم اٹھانا ہوگا۔

پرانا مذہبی نظامِ تعلیم

بوسیدہ نظاموں کا خاتمہ: پرانا مذہبی
کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔

نئے اسلامی نظامِ تعلیم کی تعمیر

اور موجودہ برطانوی جدید نظامِ
تعلیم، ان دونوں متوازی نظاموں

موجودہ برطانوی جدید نظام

نئے نظام کی تعمیر: ان کی جگہ ایک ایسا واحد نیا نظامِ تعلیم بنایا جائے جو دونوں کے نقائص سے پاک ہو۔ ایک آزاد مسلمان قوم، جو عقائد پر قائم رہتے ہوئے ترقی چاہتی ہے، اسے اپنا تعلیمی نقشہ جڑ سے اکھاڑ کر ایک نئے اسلامی سانچے میں استوار کرنا ہوگا۔

جزوی اصلاحات کے بجائے قدیم اور جدید دونوں نظاموں کو ختم کرکے ایک نیا اسلامی نظام لانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مقصد کا تعین اور 'آبجیکٹو اسٹڈی' کا رد

نئے نظام کی تشکیل میں اولین چیز یہ طے کرنا ہے کہ تعلیم کا اصل مقصد کیا ہے؟

آبجیکٹو اسٹڈی



بعض کہتے ہیں کہ حقائق کا خالص معروضی مطالعہ کیا جائے اور آزادانہ نتائج اخذ کیے جائیں۔

انسانی ذہن اور نظریہ



انسان کوئی کیمرہ نہیں جو محض تصویر کشی کرے۔ انسان کی آنکھوں کے پیچھے ایک دماغ ہے جس کا اپنا ایک نقطہ نظر اور زندگی کا مقصد ہے۔

حقیقت: انسان جو سنتا یا پڑھتا ہے، اسے اپنی بنیادی فکر کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ دنیا کی کوئی قوم اپنا تعلیمی نظام خالص معروضی بنیادوں پر قائم نہیں کرتی، بلکہ اپنی تہذیب، مقاصد، اور قومی نقطہ نظر کے مطابق تعلیم دیتی ہے۔

تعلیم کبھی بھی مکمل طور پر غیر جانبدار نہیں ہوتی، یہ ہمیشہ قوم کے بنیادی نظریہ حیات کی عکاس ہوتی ہے۔

ہمارا نصب العین: بااعتماد مسلمان اور ماہرِ کار تیار کرنا

اسلامی سیرت و عقیدہ

ایسے افراد جو قومی تہذیب اور دین کو
سمجھیں، سچے دل سے اصولوں پر
ایمان رکھتے ہوں، اور جن کی سیرت
اور اخلاق قابلِ اعتماد ہوں۔

بااعتماد مسلمان ماہر

دنیاوی عملی مہارت

ایسے افراد جو عملی قابلیت میں اس
قدر ماہر ہوں کہ اجتماعی زندگی کے
پورے کارخانے کو
کامیابی کے ساتھ چلا سکیں۔

ہمارا مقصد ایک زندہ، متحرک اور اصول پسند مسلمان قوم بنانا ہے۔ ایسی جماعت جس کے پاس نہ دین کا علم ہو اور نہ تہذیب سے وابستگی، دراصل قومی خودکشی کے مترادف ہے۔

اسلامی نظام تعلیم کا ہدف ایسے افراد تیار کرنا ہے جو کردار کے لحاظ سے پختہ مسلمان اور صلاحیت کے لحاظ سے دنیا کے بہترین منتظم ہوں۔

دین اور دنیا کی تفریق مٹادی جائے



ثنویت: دین اور دنیا کو الگ خانوں میں بانٹنا عیسائیت، بدھ مت، یا ہندو مت کا تصور ہے۔ یہ سب سے بڑی غلطی ہے کہ ایک تعلیم کو "دینوی" اور دوسری کو "دنیوی" قرار دیا جائے۔



وحدت: اسلام کا تصور اس کے بالکل برعکس ہے۔ دنیا کو سمجھنا اور اس کے سارے کام چلانا مقصود ہے، لیکن خالص دین کی ہدایت اور اسلامی نقطہ نظر سے۔

اسلام محض چند عقائد یا عبادات نہیں، بلکہ زندگی میں کارفرما مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ دنیا کے ہر مسئلے پر اسلامی قانون کے تحت بحث کرتا ہے۔

اسلام میں دین اور دنیا الگ نہیں، بلکہ دنیا کے تمام امور کو احکامِ الٰہی کے مطابق چلانے کا نام ہی دین ہے۔

دنیاوی علوم کا اسلامی زاویۂ نگاہ

بنیادی تصور

کائنات میں انسان کی پوزیشن کیا ہے؟
اسلام بتاتا ہے کہ یہ دنیا آخرت کی
کھیتی ہے۔ جو یہاں بویا جائے گا، وہ
آخرت میں کاٹنا ہو گا۔

لادینی زاویہ

اگر فلسفہ، سائنس اور قانون کو
مغربی زاویے سے پڑھا جائے تو
مسلمان طالب علم ورنہ طالب علم
محض ایک سائنسدان بنے گا، لیکن
ذہنی طور پر دہریہ بن کر ابھرے گا۔

اسلامی زاویہ

اگر انھی علوم کو اللہ کی بصیرت
اور آخرت کے تصور کے ساتھ
پڑھایا جائے تو وہ تمام علوم اسلامی
تعلیم بن جاتے ہیں۔

نتیجہ: آپ ایک "مسلمان مورخ"، "مسلمان ماہرِ معاشیات' اور 'مسلمان سیاستدان' پیدا کر سکیں گے۔ اس
کے بعد الگ سے مذہبی تعلیم کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ سائنسدان اور مفتی ایک ہی چشمے سے سیراب ہوں گے۔

دنیاوی علوم کو جب قرآنی فکر اور آخرت کے تصور کے ساتھ پڑھایا جائے تو وہ بھی سراسر دین بن جاتے ہیں۔

تیسرا بنیادی عنصر: تشکیلِ سیرت (کردار سازی)

تیسرا بنیادی عنصر: تشکیلِ سیرت (کردار سازی)

تیسری بنیادی چیز: نئے نظامِ تعلیم میں سب سے اہم چیز تشکیلِ سیرت ہے۔ محض کتابیں پڑھا دینے، معلومات کا ڈھیر لگانے اور فنون سکھانے سے کام نہیں چلے گا۔

ایک شخص جس میں اسلامی اخلاق موجود نہ ہوں، وہ کتنی ہی اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک کیوں نہ ہو، ہماری آزاد اسلامی مملکت کے مقاصد کے لیے قطعی بے کار ہے۔

ہر نوجوان کے اندر مستحکم اسلامی کردار پیدا ہونا چاہیے اور اس کی ذہنی ساخت اسلامی طرزِ فکر پر استوار ہونی چاہیے۔ خواہ وہ کسی بھی پیشے سے وابستہ ہو، اس کی تربیت میں اسلامی ذہنیت شامل ہونی چاہیے۔



محض کتابی علم کافی نہیں، تعلیم کا اصل مقصد نوجوانوں میں مستحکم اسلامی کردار اور اخلاقیات پیدا کرنا ہے۔

عملی نقشہ: اسلامی نظامِ تعلیم

تعلیم کے ہر مرحلے کو اسلامی عقائد اور اقدار کی بنیاد پر استوار کرنے کا جامع منصوبہ۔

ابتدائی تعلیم: تصورِ خلافت اور ایمانیات

موجودہ پرائمری اسکولوں میں پڑھائے جانے والے تمام مضامین (جیسے الف ب یا ایٹم بم) اس نظام میں بھی پڑھائے جائیں گے، لیکن ان کی بنیاد یکسر مختلف ہوگی۔

ہر طرف اور ہر مضمون میں آیاتِ الٰہی (خدا کی نشانیاں) دکھائی جائیں تاکہ پرائمری اسکول کے کے آخری مرحلے تک بچہ جان لے کہ وہ اس کائنات میں خود مختار نہیں بلکہ خدا کا نائب ہے۔

طالب علم کا ذہن

سب سے پہلی اور اہم چیز یہ ہے کہ ہر مضمون کے ذریعے بچے کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جائے کہ یہ کائنات خدا کی سلطنت ہے اور انسان اس میں خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے مامور ہے۔

بچے کو یہ احساس دلایا جائے کہ ہمارے پاس جو جو کچھ بھی ہے وہ خدا کی امانت ہے اور ہم اس کے سامنے جوابدہ ہیں۔

پرائمری تعلیم کی بنیاد بچے کے ذہن میں اللہ کی حاکمیت اور انسان کے خلیفہ ہونے کا تصور بٹھانا ہے

ابتدائی تعلیم: اخلاقی تصورات اور اقدار کی پیوستگی

اسلامی نظامِ تعلیم

- اسلام کے اخلاقی تصورات کو صرف "اخلاقیات" کے الگ سبق تک محدود نہیں رکھا جائے گا، بلکہ حساب، جغرافیہ اور دیگر تمام مضامین کی رگ و پے میں پیوست کیا جائے گا۔
- تعلیم کا مقصد بچوں کے دلوں میں نیکی اور بھلائی کے لیے شدید رغبت پیدا کرنا ہے۔ برائیوں (جیسے رشوت خوری، دھوکہ دہی، خود غرضی، چوری، ظلم) کے خلاف سخت نفرت بٹھائی جائے گی۔
- یہ محض نظریاتی تعلیم نہیں ہوگی؛ اگر طالب علم کسی کو برائی کرتے دیکھے تو اس پر تنقید کرے اور ساتھیوں کو ملامت کرے۔
- تاریخ اور دیگر علوم سے اچھے اور برے نتائج نکال کر عقل کے ذریعے سمجھایا جائے گا کہ انسانیت کی بھلائی کن اعمال میں ہے۔

مروجہ طریقہ

اخلاقیات محض ایک الگ اور تنہا مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے، جس کا دیگر مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اخلاقی تعلیم محض نصاب کا حصہ نہیں، بلکہ ہر مضمون کے ذریعے نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

ابتدائی تعلیم: بنیادی عقائد اور عملی فقہی مسائل

بنیادی عقائد

توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد کو محض دینیات کے ایک الگ کورس تک محدود نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان عقائد کو تمام مضامین کی روح بنایا جائے گا۔، ہر مضمون کے ذریعے کفر اور دہریت کے باطل ہونے کا عقیدہ پوری قوت سے ذہن نشین کرایا تاکہ بچہ محسوس کرے کہ یہ کائنات کی کی معقول ترین حقیقتیں ہیں۔

دس برس کی عمر

یہ چیزیں صرف زبانی یاد نہیں کرائی جائیں گی بلکہ عملی تربیت (Practical Training) کے ذریعے ان کی عادت ڈالی جائے گی تاکہ وہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے ہوئے زندگی گزاریں۔۔

عملی تربیت

دس برس کی عمر تک پہنچنے والے لڑکے اور لڑکیوں کو روزمرہ اسلامی زندگی کے تمام بنیادی فقہی مسائل سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ مبہت کی اصنو طہارت، پاکیزگی، وضو، نماز، روزے کے احکام، اور حلال و حرام کی ابتدائی حدود سکھائی جائیں گی۔

دس سال کی عمر تک عقائد کی پختگی اور طہارت و عبادات کے بنیادی احکام کی عملی تربیت لازمی ہے۔

ثانوی تعلیم: عربی زبان کا لازمی مطالعہ

ہائی اسکول کے مرحلے میں سب سے پہلی اور ضروری چیز
عربی زبان کو لازمی قرار دینا ہے۔

ہائی اسکول کا
طالب علم



قرآن، حدیث، فقہ اور اسلامی تاریخ

- اسلام کے تمام اصل مآخذ عربی زبان ہی میں ہیں۔
- کوئی بھی شخص محض ترجموں پر انحصار کر کے اسلام کی روح کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔
- تعلیم یافتہ طبقے کا عربی سے ناواقف ہونا ایک بہت بڑی خامی ہے۔

متوقع نتیجہ:

جب ایک طالب علم ہائی اسکول سے فارغ ہو تو اسے ماہو تو اسے کم از کم اتنی عربی آنی چاہیے کہ وہ ایک سادہ عربی عبارت کو صحیح پڑھ اور صحیح پڑھ اور سمجھ سکے۔ اسی مرحلے کے آخری سالوں میں قرآن مجید کو براہِ راست عربی زبان ہی کے ذریعے پڑھایا اور سمجھایا جائے گا۔

ثانوی تعلیم میں عربی زبان کی لازمی شمولیت کا مقصد اسلام کے اصل مآخذ تک براہِ راست رسائی دینا ہے۔

ثانوی تعلیم: اسلامی عقائد کے عقلی دلائل اور سیرت سازی

ان پٹ: عقلی دلائل

اس مرحلے میں اسلامی عقائد کو محض مان لینے کی حد تک نہیں پڑھایا جائے گا، بلکگیہ جائے گا، للہ کہ ان عقائد کے تفصیلی عقلی دلائل طلبہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ انسان کی عملی زندگی سے ان عقائد کے ربط کو واضح کیا جائے گا۔

عمل: شعوری انتخاب

مقصد یہ ہے کہ طالب علم ان عقائد کو محض باپ دادا کے مذہب کی حیثیت سے نہ مانے، بلکہ یہ اس کی اپنی شعوری اور عقلی رائے بن جائیں۔

آؤٹ پٹ: عملی کردار

اخلاقیات کی تعلیم میں کتابی اصولوں کے بجائے سیرت و کردار کی عملی تشکیل پر زور دیا جائے گا تاکہ طلبہ خود ان خوبیوں کو اپنائیں اور برائیوں کو رد کریں۔ ان کے اندر یہ ہمت پیدا کی جائے گی کہ وہ سوسائٹی میں پھیلی برائیوں کی مذمت کر سکیں۔

میٹرک تک پہنچتے ہوئے عقائد کو اندھی تقلید کے بجائے عقلی استدلال اور شعوری انتخاب میں تبدیل کیا جانا چاہیے۔

ثانوی تعلیم: تفصیلی احکامِ فقہ اور تاریخ کا اسلامی تناظر

تفصیلی احکامِ فقہ

- میٹرک تک پہنچتے ہوئے بچہ جوانی کی سرحد میں داخل ہو جاتا ہے، اس لیے اسے ابتدائی تعلیم کے مقابلے میں اب زیادہ تفصیلی احکام جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔
- اسے شخصی، خاندانی، تمدنی اور معاشرتی زندگی کے ان تمام ضروری احکام سے واقف کرایا جائے گا جو ایک مسلمان کو روزمرہ زندگی میں درکار ہوتے ہیں (جیسے نکاح، طلاق، وراثت)۔
- اگرچہ اسے مفتی بنانا مقصود نہیں، لیکن اتنی معلومات ضرور دی جائیں گی کہ وہ لاعلمی میں شدید قانونی غلطیاں نہ کرے۔

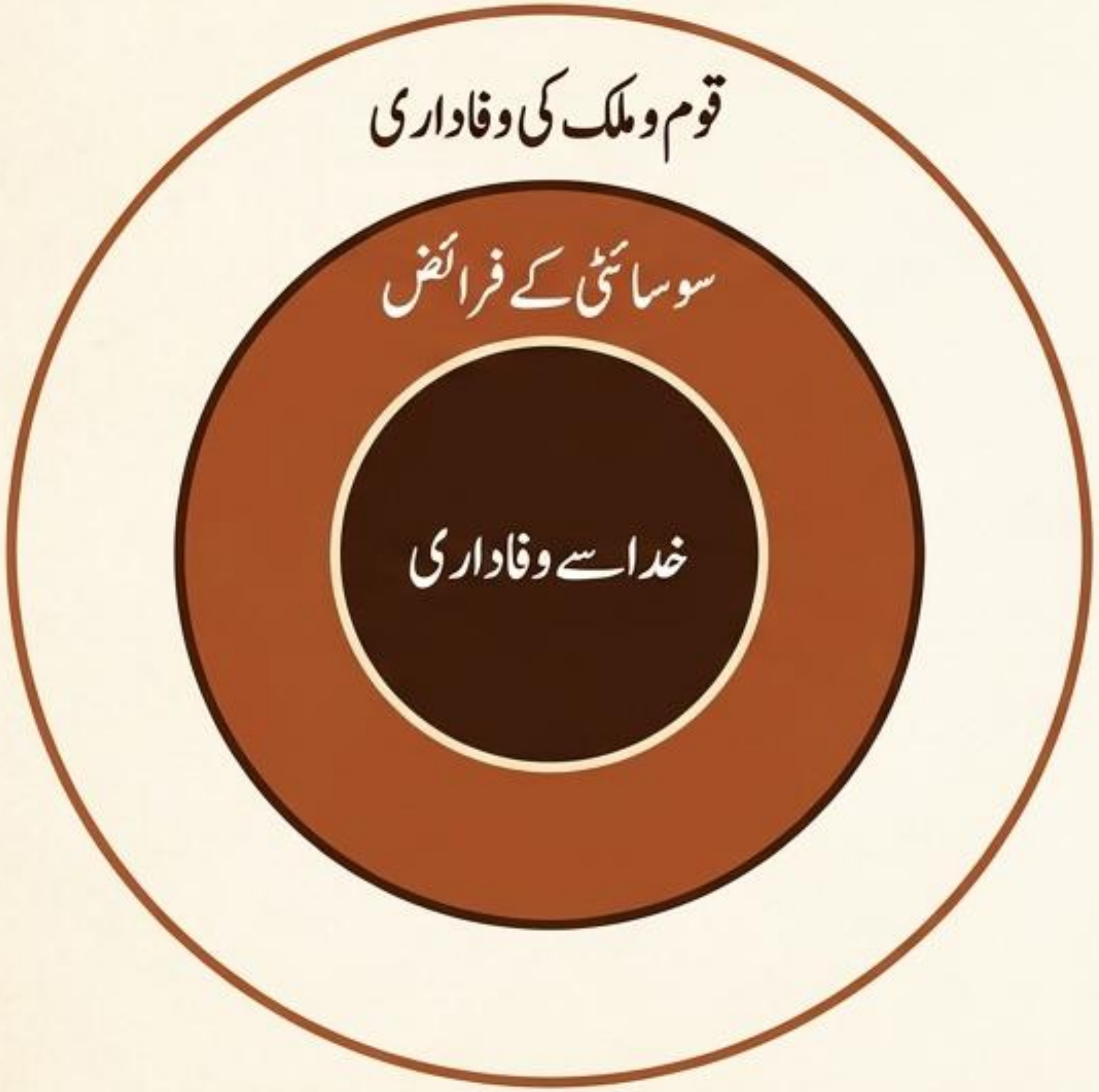
تاریخ کا نیا زاویہ

- تاریخ کی تعلیم کا زاویہ مکمل طور پر تبدیل کیا جائے گا۔ صرف انگلستان یا اپنے ملک کی تاریخ پڑھانا کافی نہیں، بلکہ اسے انبیاء کی تاریخ سے روشناس کرایا جائے گا۔
- طالب علم کو یہ سمجھایا جائے گا کہ اسلام ساتویں صدی عیسوی میں شروع ہونے والا کوئی نیا مذہب نہیں، بلکہ ازل سے جاری ایک ابدی تحریک ہے۔

عملی زندگی کے تفصیلی احکام اور تاریخ کو اسلامی تحریک کے تسلسل کے طور پر پڑھانا ثانوی تعلیم کا اہم حصہ ہے۔

ثانوی تعلیم: سیرتِ نبویؐ، عملی تربیت اور فرض شناسی

Concentric Circles of Duty



اعلیٰ ترین معیار: طلبہ کو سیرتِ نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین کی تاریخ سے روشناس کرایا جائے گا تاکہ ان کے سامنے انسانیت کا اعلیٰ ترین معیار اور ایک مکمل خاکہ موجود ہو۔

سخت عملی تربیت: ہائی اسکول کے مرحلے میں عملی تربیت کا سلسلہ سختی سے شروع کیا جائے گا۔ اسکول میں نماز کے اوقات میں نماز نہ پڑھنا ناقابلِ برداشت ہوگا۔

بنیادی فلسفہ: اگر کوئی طالب علم خدا کے فرض کو جان کر بھی ادا نہیں کرتا، تو وہ منافقت کی مشق کر رہا ہے۔ جو طالب علم خدا کی ڈیوٹی سے فرار اختیار کرے گا، اس سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ کل سوسائٹی، ریاست یا انسانیت کا کوئی فرض ایمانداری سے ادا کرے۔ جو خدا سے بے وفائی کر سکتا ہے، وہ قوم اور ملک کا بھی وفادار نہیں ہو سکتا۔

عبادات کی عملی پابندی دراصل خدا، سوسائٹی اور ریاست کے تئیں فرض شناسی اور ایمانداری کی بنیاد ہے۔

اعلیٰ تعلیم: ہر شعبے کے طلبہ کے لیے لازمی اسلامی مضامین

لازمی عام اسلامی نصاب

اعلیٰ تعلیم (کالج اور یونیورسٹی) کے مرحلے میں، خواہ طالب علم سائنس پڑھ رہا ہو، انجینئرنگ، طب یا کوئی اور شعبہ، اس کے لیے ایک عام اسلامی نصاب لازمی ہو گا۔

قرآن مجید

اس طرح پڑھایا جائے گا کہ طالب علم اس کی عربی سے بخوبی واقف ہو جائے اور ترجمے کے بغیر تعلیمات کو براہِ راست سمجھ سکے۔

حدیث

ایک مختصر مجموعہ لازمی پڑھایا جائے گا جس میں اسلام کے اصولی، اخلاقی تعلیمات اور سیرت کے اہم پہلو جمع کیے گئے ہوں۔

نظامِ حیات

اسلام کے مکمل نظامِ زندگی کا ایک جامع نقشہ (عبادات، اخلاقیات، معاشرت، سیاست، معیشت) پیش کیا جائے گا۔

مقصد: طالب علم خواہ کسی بھی پیشے میں جائے، وہ اسلام کے اصولوں اور اسپرٹ کو اپنے شعبے میں نافذ کرنے کا شعور رکھتا ہو۔

اعلیٰ تعلیم میں ہر طالب علم کے لیے قرآن، حدیث اور اسلامی نظامِ حیات کا براہِ راست مطالعہ لازمی ہے۔

اعلیٰ تعلیم: اسلامی فلسفہ اور تنقیدی شعور

قدیم و مغربی فلسفہ

موجودہ دور میں جسے "اسلامی فلسفہ" کہہ کر پڑھایا جاتا ہے، درحقیقت وہ ارسطو اور افلاطون کے یونانی فلسفے کی صدائے بازگشت ہے جسے بعض مسلمان متکلمین نے اپنا لیا تھا۔



طلبہ کو یونانی اور مغربی فلسفے کی تاریخ ضرور پڑھائی جائے گی، لیکن ایک تنقیدی نگاہ سے، تاکہ وہ جان سکیں کہ قدیم فلاسفہ نے کیا کیا، اور اس کے مقابلے میں قرآن کا دیا ہوا خالص زاویہ نگاہِ کیا ہے۔

سچا اسلامی فلسفہ

سچا اسلامی فلسفہ وہ ہے جو قرآن مجید کی بنیادوں پر مرتب ہوتا ہے۔ قرآن مجید انسانی علم اور عقل کی حدود متعین کرتا ہے۔ ایک نیا مافوق الطبیعیات (Metaphysics)، نیا فلسفہ اخلاق، اور نیا علم النفس مرتب کرنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ طلبہ گمراہ کن فلسفوں کے جال میں نہ پھنسیں۔

مغربی اور قدیم فلسفوں کو قرآن کے متعین کردہ علم و عقل کے معیارات پر تنقیدی نگاہ سے پرکھنا اعلیٰ تعلیم کا تقاضا ہے۔

اعلیٰ تعلیم: فلسفۂ تاریخ اور علومِ عمرانی کا اسلامی تناظر

فلسفۂ تاریخ: تاریخ کے طلبہ کو محض واقعات نہیں، بلکہ تاریخ کا اسلامی فلسفہ جائے گا۔ اس میں ابن خلدون جیسے مفکرین کے تصورات کو سامنے رکھا جائے گا۔ مقصد یہ دیکھنا ہے کہ اسلام کے تصورات نے انسانی معاشروں پر کیا اثرات مرتب کیے ہیں۔

علومِ عمرانی: معاشیات اور سیاسیات میں سے ہر ایک میں اسلام کا اپنا ایک مخصوص نقطۂ نظر ہے۔ اس لیے معاشیات کی تعلیم میں "اسلامی اصولِ معیشت" اور سیاسیات میں "اسلام کا سیاسی نظریہ" لازمی طور پر شامل ہونا چاہیے۔

عام علومِ عمرانی

عام تاریخ

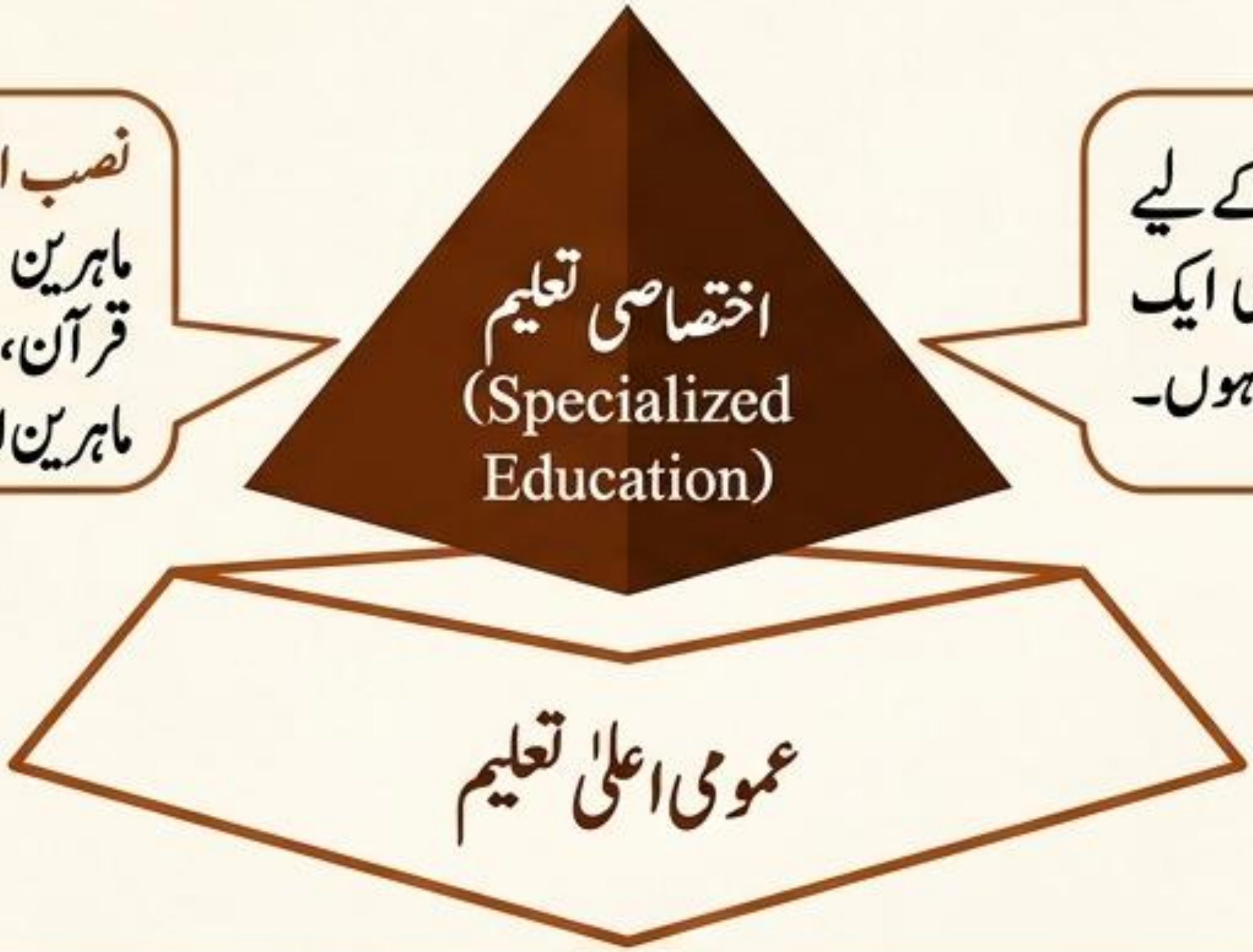
اسلامی نقطۂ نظر

مستثنیٰ: خالص سائنسی اور تکنیکی علوم (جیسے انجینئرنگ، میڈیسن) میں کسی الگ 'اسلامی نصاب' کی ضرورت نہیں، ان کے لیے وہی عام لازمی نصاب کافی ہے۔

سوشل سائنسز اور تاریخ کی تدریس کو مکمل طور پر اسلامی نظریات اور اثرات کے آئینے میں ڈھالنا ضروری ہے۔

اختصاصی تعلیم: اعلیٰ درجے کے علما اور ماہرین کی تیاری

بنیادی مقصد: اعلیٰ تعلیم کے بعد ان لوگوں کے لیے اختصاصی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا جو کسی ایک مخصوص شعبۂ علم میں کمال پیدا کرنا چاہتے ہوں۔



نصب العین: جس طرح میڈیکل یا انجینئرنگ کے ماہرین تیار کیے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر علومِ اسلامیہ کے ماہرین اور محققین پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ہدف اور طریقہ کار: اس تعلیم کا مقصد اعلیٰ درجے کے مفسر، محدث، فقیہ اور علمائے دین پیدا کرنا ہے۔ اس کے لیے یونیورسٹیوں میں معیاری مدارس اور الگ شعبے قائم کیے جائیں گے جن میں انڈر گریجویٹ کے بعد صرف گریجویٹ طلبہ داخلہ لے سکیں گے۔۔ یہ شعبے گہری تحقیق اور اجتہاد کی صلاحیت پیدا کرنے پر مرکوز ہوں گے۔

اختصاصی تعلیم کا ہدف روایتی نہیں بلکہ تحقیقی اور اجتہادی صلاحیتوں کے حامل اعلیٰ درجے کے علمائے دین پیدا کرنا ہے۔

اختصاصی تعلیم: علومِ قرآن اور علومِ حدیث

علومِ قرآن

طلبہ کو اصولِ تفسیر، تاریخ علم تفیر، اور فنِ تفسیر کے مختلف اسکولوں کی خصوصیات سے تفصیلاً آگاہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کروایا جائے گا تاکہ وہ قرآنی علوم میں مہارت حاصل کر سکیں۔ سکیں۔

علومِ حدیث

اس شعبے میں اصولِ حدیث، تاریخ علم حدیث، اور فنِ جرح وتعدیل (راویوں کی جانچ پڑتال کا علم) کی مکمل تعلیم دی جائے گی۔ طلبہ کو حدیث کی اصل کتابیں ایسے طریقے سے پڑھائی جائیں گی کہ وہ خود احادیث کی صحت کو پرکھنے اور مجتہدانہ پرکھنے اور مجتہدانہ نگاہ ڈالنے کے قابل ہو جائیں۔

بنیادی شرط: عربی ادب

سب سے پہلے عربی ادب کی اعلیٰ تعلیم دی جائے گی تاکہ طلبہ میں بلند پایہ عربی کتابیں پڑھنے، سمجھنے، لکھنے اور بولنے کی مکمل استعداد پیدا ہو سکے۔

قرآن اور حدیث کے علوم میں ایسی مہارت درکار ہے جس سے طلبہ محض قاری نہیں بلکہ محقق اور تجزیہ کار بنیں۔

اختصاصی تعلیم: فقہ اور علم الکلام

فقہ (اسلامی قانون۔ استنباط)

یہاں محض لٹے پٹے انداز میں فقہ نہیں پڑھائی جائے گی بلکہ اصولِ فقہ، تاریخِ علم فقہ، اور مختلف مذاہبِ فقہ کی امتیازی خصوصیات کا تقابلی مطالعہ کروایا جائے گا۔ تقلید میں ادھر [illegible] اس کی طلبہ کو سکھایا جائے گا کہ قرآن و حدیث کی نصوص (Texts) سے نئے دور کے مسائل کے لیے احکام کا استنباط (Deduction) کیسے کیا جاتا ہے۔

علم الکلام (علم العقائد۔ دفاع)

علم الکلام اور اس کی تاریخ ایسے طریقے سے پڑھائی جائے گی کہ طلبہ اس علم کی اصل حقیقت اصل حقیقت سے واقف ہو جائیں۔
مقصد یہ ہے کہ طلبہ متکلمینِ اسلام کے پورے کام پر جامع اور تنقیدی نظر حاصل کریں، اور جدید دور کے فتنوں اور نظریاتی حملوں کے خلاف اسلام کے عقائد کا دفاع کرنے کی عقلی صلاحیت پیدا کریں۔

فقہ میں استنباطِ احکام کی تربیت اور علم الکلام میں عقائد کے دفاع کی صلاحیت پیدا کرنا اس درجے کا بنیادی مقصد ہے۔

اختصاصی تعلیم: تقابلِ ادیان اور علمائے دین کا معاشرتی کردار

حقیقی عالمِ دین

ڈگریوں سے آگے کا وژن

مصنف کے نزدیک محض 'ڈگری' کے نام پر بحث غیر ضروری ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ جو لوگ اس اعلیٰ اور اختصاصی تعلیم سے فارغ ہوں، انہیں بجا طور پر معاشرے کی فکری اور عملی قیادت کے لیے 'علمائے دین' کہا جائے۔

تقابلِ ادیان (عالمی شعور)

اختصاصی تعلیم کے آخری حصے میں دنیا کے تمام بڑے مذاہب کی تعلیمات کا گہرا مطالعہ شامل ہوگا۔ طلبہ کو ان کی تاریخ سے آشنا کیا جائے گا تاکہ وہ عالمی تناظر میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کر سکیں۔

ریاست کی قیادت

ایسے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے لیے ریاست کی تمام اعلیٰ ملازمتوں (Civil Services وغیرہ) کے دروازے کھلے ہونے چاہئیں۔ انہیں صرف مسجد کے حجرے تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ریاست اور معاشرے کی قیادت اور نظام کو چلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

حقیقی علمائے دین وہ ہیں جو مذاہبِ عالم کا شعور رکھتے ہوں اور ریاست کے اعلیٰ ترین مناصب سنبھالنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

اسلامی نظامِ تعلیم

پالیسی، نصاب، اور تہذیبی تشخص کا جامع خاکہ

ماخوذ از اسلامی نظامِ تعلیم — مستند اصول و تدابیر

لازمی تدابیر — تعلیمی پالیسی اور قیادت

سطحی اصلاحات کی ناکامی

- موجودہ مغربی، مذہبی اور دنیوی نظام کے ڈھانچے پر محض پیوند کاری کی کوششیں بے سود ہیں۔
- جب تک تعلیم کی باگ ڈور ان لوگوں کے ہاتھ میں رہے گی جو نہ اسلام کو جانتے ہیں اور نہ اس کے قیام کی خواہش رکھتے ہیں، تب تمام اصلاحات کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔
- ایسے لوگ دباؤ میں آ کر محض دکھاوے کے لیے سطحی تبدیلیاں کریں گے جو بے معنی ہوں گی۔

اسلامی قیادت کی ناگزیریت

- تعلیمی پالیسی کی تشکیل مکمل طور پر ان افراد کے سپرد کی جائے جو اسلامی فکر رکھتے ہوں۔
- ان افراد کا اسلامیِ نظامِ تعلیم سے گہری واقفیت رکھنا اور اسے نافذ کرنے کا سچا جذبہ رکھنا لازمی ہے۔
- حقیقی اسلامی نظامِ تعلیم صرف انھی کے ہاتھوں قائم ہو سکتا ہے جو اس کے بنیادی مقاصد پر کامل یقین رکھتے ہوں۔

اسلامی نظامِ تعلیم کا قیام صرف انھی کے ذریعے ممکن ہے جو اسلامی فکر اور اس کے نفاذ کا سچا جذبہ رکھتے ہوں۔

لازمی تدابیر — اساتذہ کا انتخاب

- **بنیادی معیار:** اساتذہ کے انتخاب میں ان کی سیرت اور اخلاق کو تعلیمی قابلیت سے سے زیادہ اہمیت دی جانی چاہیے۔

- **نصاب سے زیادہ اہم:** استاد کا کردار اور سیرت، نصاب اور کتابوں سے کہیں بڑھ کر اہمیت رکھتا ہے۔



- **فاسد العقیدہ اساتذہ کا خطرہ:** جن اساتذہ کے عقائد اور اخلاق فاسد ہوں، وہ ہرگز طلباء کی صحیح ذہنی اور اخلاقی تربیت نہیں کر سکتے۔

- **نسل کی تباہی:** نظامِ تعلیم میں غلط افراد آئندہ نسل کا بیج مار دیتے ہیں، جس کے بعد مستقبل کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔

استاد کا کردار کتاب اور نصاب سے زیادہ اہم ہے؛ فاسد العقیدہ استاد پوری آئندہ نسل کو تباہ کر دیتا ہے۔

تعلیمی ماحول کی تطہیر

تضاد اور منافقت

- مخلوط تعلیم اور فرنگی تہذیب کے مظاہر سے بھرپور ماحول میں اسلامی تعلیم کا تصور محال ہے۔
- ایک آزاد مسلم قوم کے معمار ذہنی غلامی کی فضا میں پروان نہیں چڑھ سکتے۔
- یہ منافقت ہے کہ زبان سے صریح احکام کی خلاف ورزی سے روکا جائے، مگر عملاً لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ساتھ بٹھا کر بے باکی سکھائی جائے۔
- ایک طرف قومی تہذیب کی تلقین کی جاتی ہے اور دوسری طرف فرنگی طرزِ زندگی کا رعب بٹھایا جاتا ہے، جس سے نئی نسل کا ضمیر ٹوٹ جاتا ہے۔

ماحول کی پاکیزگی

- سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو ان تمام مغربی خرابیوں اور سیاسی ہتھکنڈوں سے پاک کرنا لازمی ہے۔
- جب تک ماحول سے فرنگیت اور مخلوط تعلیم کا خاتمہ نہیں ہوتا، قوم مضبوط کردار اور باضمیر افراد پیدا نہیں کر سکتی۔
- جب تک ماحول سے فرنگیت اور مخلوط تعلیم کا خاتمہ نہیں ہوتا، قوم مضبوط کردار اور باضمیر افراد پیدا نہیں کر سکتی۔

آزاد مسلم قوم کی تعمیر مغربی طرزِ زندگی اور مخلوط تعلیم کے ذہنی غلامی والے ماحول میں ناممکن ہے۔

عورتوں کی تعلیم — اہمیت اور تقاضے

تعلیم کی ناگزیریت

عورتوں کی تعلیم اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ مردوں کی، کوئی بھی قوم اپنی عورتوں کو جاہل رکھ کر ترقی نہیں کر سکتی۔ ان کی تعلیم کا انتظام مردوں سے بہتر ہونا چاہیے۔

ہنگامی حالات اور مدافعت

جنگ کے حالات پیدا ہونے کی صورت میں مدافعت کے لیے عورتوں کی تیاری ضروری ہے۔ ظالم ہی اتدربدری ہے، ظالم قومیں انسانیت کی حدیں پار کر لیتی ہیں، اس لیے دفاعی شعور لازمی ہے۔

اخلاقی اور تہذیبی حدود

یہ تمام تعلیمی اور عسکری تیاریاں ان اخلاقی اور تہذیبی قیود کے اندر رہ کر ہونی چاہئیں جن پر بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے اور جن کے کے ہم پابند ہیں۔

عورتوں کی تعلیم مردوں کے برابر ناگزیر ہے، مگر اسے اسلامی تہذیب اور اخلاقی حدود کے اندر رہنا چاہیے۔

عورتوں کی تعلیم — اسلامی بمقابلہ مغربی نظریہ

مغربی تہذیب کا نظریہ

- مغربی تہذیب میں عورت کی اس وقت تک کوئی عزت اور حقوق نہیں جب تک وہ ایک مصنوعی مرد بن کر مردوں کی ذمہ داریاں اپنے سر نہ لے لے۔
- یہ نظام عورت کو اس کے فطری فرائض سے ہٹا کر مردانہ مسابقت میں دھکیل دیتا ہے۔

اسلامی تہذیب کا نظریہ

- اسلامی تہذیب عورت کی فطری حیثیت کا احترام کرتی ہے اور اسے عزت دیتی ہے۔
- اسلام عورت پر انہی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالتا ہے جو خالقِ کائنات نے اس کی فطرت کے سپرد کی ہیں۔
- اسلامی نظامِ تعلیم عورت کو انسانیت سازی اور اگلی نسل کی بہترین پرورش کے لیے تیار کرتا ہے۔

اسلام عورت کو مرد بننے پر مجبور نہیں کرتا، بلکہ اس کی فطری ذمہ داریوں اور عزت کا محافظ ہے۔

عورتوں کا جداگانہ نصاب اور نظام

پرائمری سطح پر تعلیم

نصاب ایک جیسا ہو سکتا ہے، تاہم مخلوط تعلیم قطعی ناقابلِ قبول ہے۔

ثانوی اور اعلیٰ تعلیم میں علیحدگی

- پرائمری کے بعد عورتوں کا نصاب مردوں سے بالکل الگ ہونا چاہیے۔
- ان کی تعلیم کا مقصد زراعتی فارم چلانا یا کارخانے اور دفاتر سنبھالنا نہیں، بلکہ بہترین گھر چلانا اور "انسان سازی" کرنا ہے۔
- ہمارا تعلیمی نظام عورتوں میں وہ قابلیت پیدا کرے جو ایک مسلمان قوم کو وجود میں لانے کے لیے درکار ہے۔
- تعلیمی ڈھانچہ، نصاب، اور ماحول ہر سطح پر مردوں سے مکمل طور پر جدا ہونا چاہیے۔

عورتوں کی تعلیم کا مقصد کارخانے چلانا نہیں بلکہ بہترین گھر چلانا اور صالح مسلمان نسل کی تعمیر ہے۔

رسم الخط کا تنازع اور تاریخی پس منظر

رومن رسم الخط کی حالیہ بحث

قومی اتحاد کی ضرورت کے باوجود بلاوجہ نزاعی مسائل پیدا کیے جا رہے ہیں،
جن میں اُردو اور بنگالی کے لیے رومن رسم الخط اختیار کرنے کی بحث شامل ہے۔

بنگال کی تاریخی سازش

- اہلِ بنگال پچھلی صدی تک عربی رسم الخط میں ہی بنگالی زبان لکھتے اور سے رالکھتے اور تصنیف کرتے تھے۔
- انگریزوں اور ہندوؤں نے سازش کے تحت بنگالی میں سنسکرت رسم الخط رائج کیا تاکہ مسلمانوں کو ان کی مذہبی تاریخ سے بیگانہ کیا جا سکے۔
- پرائمری سکولوں کو گرانٹ دینے کے لیے شرط رکھی گئی کہ صرف وہ سکول امداد پائیں گے جو نیا رسم الخط پڑھائیں گے۔
- اس جبر کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مشرقی پاکستان کے مسلمان اپنے پرانے رسم الخط سے مکمل طور پر ناآشنا ہو چکے ہیں۔

رسم الخط کی تبدیلی محض تکنیکی مسئلہ نہیں، بلکہ مسلمانوں کو ان کی مذہبی اور تاریخی جڑوں سے کاٹنے کی سازش ہے۔

رومن رسم الخط کا پہلا نقصان — تاریخی ورثے سے انقطاع

مکمل علمی سرمائے کی تباہی

- رومن رسم الخط اپنانے کا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ آج تک کا تمام اُردو لٹریچر ہماری نئی نسلوں کے لیے بالکل بے کار ہو جائے گا۔

↓

- بزرگوں کی محنت، دولت، اور عربی و فارسی کا تمام علمی ورثہ ضائع ہو جائے گا۔

↓

- ہماری نئی نسلیں اپنے ماضی سے بالکل کٹ جائیں گی، جیسے وہ کوئی ایسی قوم ہوں جن کی نہ کوئی تاریخ ہے نہ تہذیب۔

ترکی کا عبرتناک تجربہ

ترکی نے رومن رسم الخط اپنا کر اپنی صدیوں کی تاریخ کو دفن کر دیا۔ آج ان کے علمی ذخیرے لائبریریوں میں آثارِ قدیمہ بنے پڑے ہیں۔ اب انہیں مجبوراً اپنے ہی پرانے علما کی کتابوں کو نئی نسل کے لیے دوبارہ ترجمہ کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمیں یہ تباہ کن تجربہ دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

رسم الخط بدلنے کا مطلب قوم کو اس کے ہزار سالہ علمی، تاریخی اور تہذیبی ورثے سے مکمل طور پر محروم کرنا ہے۔

رومن رسم الخط کا دوسرا نقصان —— ناخواندگی اور جہالت

تعلیمی ترقی کا منجمد ہونا

رومن رسم الخط اپنانے سے علمی ترقی کی رفتار یکلخت رُک جائے گی۔ نیا رسم نیا رسم الخط سیکھنے اور لٹریچر تیار کرنے میں کئی نسلوں کا قیمتی وقت ضائع ہوگا۔

معاشرتی دوغلاپن

کوئی حکومت راتوں رات نیا رسم الخط نافذ نہیں کر سکتی، اور جب تک یہ نافذ ہوگا، معاشرے میں دوغلاپن رہے گا۔

فوری ناخواندگی (Instant Illiteracy)

پرانے رسم الخط سے مانوس افراد یکدم ناخواندہ تصور ہوں لکھے گوں کو نئے سرے سے رواں ہونے کے لیے مشقت کرنی پڑے گی، جس سے قومی توانائی ضائع ہوگی۔

نیا رسم الخط تعلیمی اور سائنسی ترقی کو منجمد کر کے پڑھے لکھے طبقے کو اچانک ناخواندہ بنا دے گا۔

رومن رسم الخط کا تیسرا نقصان — مسلم امہ سے علیحدگی

مسلم امہ

انڈونیشیا سے شمالی افریقہ تک تمام مسلمان عربی رسم الخط پڑھتے ہیں۔

یہ مشترکہ رسم الخط ہمارا تہذیبی و جغرافیائی رشتہ مضبوط رکھتا ہے۔

مغربی کالونی

اگر ہم نے رومن رسم الخط اپنا لیا تو ہم برادر مسلم ممالک کے لیے اجنبی ہو جائیں گے۔ ترکی کی طرح ہمارا رابطہ مغرب سے جڑ جائے مغرب سے جڑ جائے گا اور ہم محض ایک مغربی حیثیتِ آبادی بن کر رہ جائیں گے۔

ہمارا موجودہ رسم الخط مسلم امہ سے رابطے کا واحد تہذیبی پل ہے؛ اسے چھوڑنا عالمِ اسلام سے کٹ جانا ہے۔

اُردو رسم الخط —— طباعتی دلائل اور حتمی فیصلہ

بے بنیاد اعتراض (طباعت کی مشکل)

یہ دلیل دی جاتی ہے کہ عربی اور اُردو رسم الخط میں طباعت (Printing) کی مشکلات ہیں، اس لیے رومن اپنایا جائے۔

حقیقت (عالمی کامیابیاں)

- ایران، مصر اور شام میں عربی خطِ نسخ میں شاندار طباعت ہو رہی ہے۔
- خطِ نستعلیق کی ٹائپ میں بھی اتنی ترقی ہو چکی ہے کہ اب طباعت کا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اگر نیت ہو تو مزید آسانیاں پیدا کی جاسکتی ہیں۔

عوام کا حتمی فیصلہ

اگر ملک میں استصوابِ عام (Referendum) کرایا جائے تو ایک ہزار میں سے ایک شخص بھی رومن رسم الخط کے حق میں ووٹ نہیں دے گا۔ عوام کے اس تہذیبی سرمائے پر زبردستی کوئی نیا رسم الخط نہیں تھوپا جاسکتا۔

رسم الخط میں طباعتی مشکل کا عذر سراسر بے بنیاد ہے؛ عوام اپنے تہذیبی رسم الخط سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

انگریزی کا مقام —— ذریعہ تعلیم بمقابلہ ایک مضمون

جائز مقام (بحیثیت ایک مضمون)

- جدید علوم اور سائنس کے حصول کے لیے انگریزی زبان کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں نہیں کر سکتا۔
- اسے ایک اہم ثانوی زبان کے طور پر نصاب میں ضرور شامل رکھنا چاہیے تا کہ جدید دنیا سے رابطہ رہے۔

نقصان دہ مقام (بحیثیت ذریعہ تعلیم)

- انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنائے رکھنا ایک سنگین غلطی ہے۔
- کوئی بھی باشعور اور آزاد قوم کسی غیر ملکی زبان کو اپنا ذریعہ تعلیم نہیں بناتی۔
- پرائمری سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک، غیر ملکی زبان میں تعلیم دینے سے قومی ذہن مفلوج ہو جاتا ہے اور تعلیم میں بلاوجہ کی تاخیر پیش آتی ہے۔
- قومی زبان ہی کو تدریس کا اصل ذریعہ ہونا چاہیے۔

انگریزی جدید علوم سیکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے، مگر اسے پوری قوم کا ذریعہ تعلیم بنانا سراسر ذہنی غلامی ہے۔